61

حضرت مسیح موعودؑ کے اوّلین خدام کی قدر کرو

(فرمودہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۱۹ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

کسی شخص نے نہایت دانائی بھری بات کہی ہے کہ جو شخص ابتداء کرتا ہے۔ اسی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ کیوں؟ اسلیئے کہ جو شخص ابتدا کرتا ہے اس کے رستہ میں جس قدر مشکلات ہوتی ہیں۔ اس کا علم دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ نئے کام میں بیسیوں روکاوٹیں ہوتی ہیں۔ جن کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ اور جب کوئی شخص اس کام پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ تب اس کو علم ہوتا ہے کہ اس رستہ میں کیا کیا دقتیں اور روکاوٹیں ہیں۔ بعض دفعہ مشکلات دیکھتا ہے۔ ان کو محنت سے دُور کر کے اُن پر قابو پا کر کامیاب ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ کوشش کرتا ہے اور ناکام رہتا ہے۔ بعد میں آنے والے لوگ اس تجربہ سے فائدہ اُٹھا لیتے اور معلوم کر لیتے ہیں کہ اس کے کام میں فلاں فلاں غلط طریقے اختیار کئے گئے تھے۔ جو ناکامی کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کو ترک کرنا چاہیئے۔ اور فلاں طریق سے کامیابی ہوئی ہے۔ اُسے اختیار کرنا چاہیئے۔ اس طرح ابتداء کرنے والا شخص جہاں اپنے نقصان سے دوسروں کے نفع کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہاں وہ دوسروں کے لیے بطور اُستاد کے بھی ہوتا ہے۔ اور دوسرے اس کے شاگرد ہوتے ہیں۔

پس ہر ایک کام میں ابتداء کرنے والوں کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ تمام تکلیفیں اُٹھا کر راستہ کو صاف کر دیتے ہیں۔ اس مسئلہ کی خدا تعالےٰ نے بھی جو تمام علموں کو پیدا کرنے والا ہے۔ تصدیق کی ہے۔ اور اس کی تصدیق کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

ہم قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے ابتداء میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا۔ ان کی نسبت قرآن کریم میں بہت سے تعریفی کلمات وارد ہیں[1] اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے جو لوگ ہو چکے ہیں۔ ان کے متعلق بھی حکم ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام: ۹۱) اسی طرح ان

---

[1] التوبہ: ۱۰۱

لوگوں کے ذکر میں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا۔ فرماتا ہے وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْ هُمْ بِاِحْسَانٍ (التوبہ: ۱۰۱) کہ ان صحابہ کرام کی جو پیروی نیکی کے ساتھ کرینگے۔ اس پر بھی اللہ تعالےٰ کے احسان ہونگے اور ان کو بھی رضائے الٰہی حاصل ہوگی۔ یہ کافی تھا کہ کہدیا جاتا کہ ان احکام کی پیروی کریں۔ جن کی صحابہ نے کی۔ لیکن خدا کہتا ہے۔ ان لوگوں کی پیروی کرنے والے پر یہ انعام ہونگے۔ ان لوگوں کی مشکلات کا خیال کرکے ان کو ایک خاص درجہ دے دیا کہ جو ان کی اتباع کریگا۔ اس پر احسان ہوگا۔ حالانکہ اتباع ان کی نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کی ہے اور ان کو بھی جو درجہ حاصل ہوا ہے۔ وہ انہی احکام کی اتباع سے حاصل ہوا ہے۔ جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے۔ مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ان لوگوں کی اتباع کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ان پر اپنے خاص افضال نازل کریگا۔

سورۃ فاتحہ میں بھی اسی مضمون کو ادا کیا گیا ہے فرمایا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اس میں یہ نہیں بتایا کہ ہمیں اس صراط پر چلا جو نبیوں کی ہے۔ بلکہ فرمایا کہ اس راہ پر چلا۔ جو منعم علیہم کی ہے۔ پس اس کی وجہ ان لوگوں کی وہ مشکلات ہیں جو وہ اُٹھا کر دوسروں کے لیے راستہ صاف کر دیتے ہیں۔ اس سے ان کی فضیلت کا پتہ لگتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص انسانوں کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں ہوسکتا۔[1] وجہ یہ ہے۔ انسانوں کی شکر گزاری تھوڑی ہوتی ہے۔ جب ایک شخص تھوڑا کام نہ کر سکے۔ تو وہ زیادہ کب کر سکتا ہے۔ پس اسی قانون کے ماتحت وہ لوگ جو ابتداء میں انبیاء کو مانتے ہیں دنیا کے محسن ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کی اتباع ان محسنوں کا شکریہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ خطرناک مخالفتوں اور دشمنیوں کو سر پر اُٹھاتے ہیں۔ اور محض خدا کے لیے حق کو قبول کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ان مشکلات اور تکالیف کو نہ اُٹھاتے۔ جو ابتدائی زمانہ میں پیش آتی ہیں۔ تو اُن کمزوروں کو حق کے قبول کرنے کی کیسے توفیق ملتی۔ جو لوگوں کے خوف اور ڈر کی وجہ سے صداقت کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ لیکن جب کچھ لوگ حق کو قبول کرکے تکالیف اور مصائب کو برداشت کرتے ہیں۔ طرح طرح سے ستائے جاتے ہیں قسم قسم کے دُکھ دیئے جاتے ہیں۔ مگر مخالف ان کو حق کے ترک کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ بلکہ ناکام اور نامراد ہوجاتے ہیں۔ تو کمزور دل لوگوں کو بھی یقین ہوجاتا ہے کہ جیسا مخالف ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکے اسی طرح ہمارا بھی کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔ اس طرح وہ بھی حق کو قبول کر لیتے ہیں۔

---

[1] مجمع بحار الانوار جلد ۲ باب السین

دیکھو ایمان لانے میں حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بعد والے برابر ہیں، لیکن پھر بھی ایک بہت بڑا فرق تھا۔ اور وہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ اس وقت ایمان لاتے جس وقت ہر طرف مشکلات ہی مشکلات تھیں، لیکن ان کے ایمان لانے کے بعد جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ باوجود تمام مشکلات کے بازاروں میں زندہ وسلامت پھرتے ہیں۔ تو کئی اور لوگ جو دل میں مانتے تھے۔ مگر اظہار کی جرآت نہ رکھتے تھے۔ انہیں حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ کر قبول حق کی توفیق ہوتی۔ وہ وقت نہایت مشکلات کا تھا۔ اور نہایت خطرناک۔ حضرت ابوبکرؓ ان تمام مشکلات سے واقف تھے۔ اور جانتے تھے کہ میں کچلا جاؤں گا۔ مگر ان مشکلات کے علم کے باوجود ان کا ایمان لانا تمام لوگوں پر ان کی فضیلت کو ثابت کرتا ہے۔ اور اس طرح وہ لوگوں کے لیے حق کے قبول کرنے کا ایک ذریعہ ہو کر ان کے لیے بطور ایک اُستاد کے ہوگئے۔ پس جس طرح رسول کریم حقیقی اسوہ ہیں اسی طرح آپ کی اعلیٰ اتباع سے ابوبکرؓ بھی لوگوں کے لیے بطور ایک اُسوہ کے ہوگئے۔

تو ان لوگوں کا جو ابتداء میں ایمان لاتے ہیں۔ ایک احسان دوسروں پر ہوتا ہے۔ جو ان کی قدر نہیں کرتا۔ وہ خُدا کے احسان کی قدر نہیں کرتا۔ بلکہ خدا کے احسان کی ناقدری کرتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کے متعلق بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور ان کے درجہ اور ان کی عزت کو سمجھنا چاہیئے۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکم فرماتے کہ پہلی صف میں امام کے پیچھے کوئی بڑا آدمی کھڑا ہو تاکہ ضرورت کے وقت امام کی قائم مقامی کر سکے[1] پھر بعض لوگوں کو اپنی مجلس میں جگہ دلواتے۔ اور بعض دفعہ اگر کوئی شخص جو دنیاوی لحاظ سے صاحب وجاہت ہوتا۔ آپ کی مجلس میں آتا تو آپ فرماتے کہ اُٹھو اور اس کا استقبال کرو[2] پس یہ شریعت کا حکم ہے۔ جو جس رُتبہ کا ہو۔ اس کا اس کے رُتبہ کے مطابق احترام کیا جاتے مگر بہت ہیں۔ جو اس بات کی پروا نہیں کرتے۔ جس کا بہت بُرا نتیجہ ہوتا ہے۔ مثلاً شیعہ اور خوارج ہیں۔ جو صحابہ کو بُرا کہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ باوجود مسلمانوں میں آپس میں سخت تفرقہ ہونے کے تمام فرقوں میں اولیاء گذرے ہیں۔ حنفی مالکیوں کو بُرا کہتے ہیں اور مالکی حنفیوں کو، لیکن ان میں اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ شیعہ گیارہ سو سال سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے خدا کے برگزیدوں کو برملا گالیاں دینا شروع کی ہیں۔ ان میں اس ہزار سال کے عرصہ میں ایک بھی ولی اللہ پیدا نہیں ہوا۔ اور اسی وجہ سے انہیں اپنے ایک امام کو مخفی کہنا پڑا کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی

---

[1] مسلم بروایت مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصف

[2] سیرت ابن ہشام جلد ۲ حالات غزوۂ خندق

ظاہر امام کی ضرورت نہیں۔ پس یہ لوگ صحابہ کی بدگوئی کر کے ہمیشہ کے لیے حق سے محروم ہو گئے۔ اور ان سے ایمان سلب کر لیا گیا۔

چونکہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگ مُرتد ہو گئے ہیں اور ان کو وہی کہا جاتا ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس لیے بعض لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ سب کے لیے اس قسم کے الفاظ کہے جا سکتے ہیں دیکھو نبی کریم جب مدینہ میں تشریف لے گئے تو اوّل ایمان لانے والوں میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ مگر باوجود اوّل ایمان لانے کے منافق تھا۔ پھر مکّہ سے ہجرت کرنے والوں میں سے بعض لوگ مُرتد ہو گئے۔ اب اگر کوئی شخص یہ خیال کر لیتا کہ ممکن ہے ابوبکر بھی مُرتد ہو جاتے۔ اور چونکہ عبداللہ ابن اُبَیّ منافق ہے۔ اس لیے عبادہ ابن صامت اور ابوایوب انصاری بھی کیوں منافق نہ ہوں تو یہ سخت نادانی اور غلطی تھی کیونکہ اگر اس دروازہ کو وسیع کیا جائے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

قرآن شریف میں حکم ہے کہ صلحاء کی صحبت اختیار کرو۔ لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہی ایک ولی[1] کا اس طرح ذکر ہے۔ کہ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ زمین کی طرف جُھک گیا۔ (الاعراف: ۱۸۷) اب کوئی شخص جس کو کہا جائے کہ صلحاء کی صحبت اختیار کرو۔ کہدے کہ جی ولیوں میں تو بلعم جیسے بھی ہوتے ہیں۔ ہم کس طرح صحبت اختیار کریں تو ایسے آدمیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جب کوئی بلعم بن جائے اور مُرتد ہو جائے۔ اس وقت تم اس سے علیحدگی اختیار کر لو۔ نہ یہ کہ محض اس خیال پر کہ لوگ مُرتد بھی ہو جاتے ہیں۔ سب سے بدظن ہو جاؤ۔ اگر کوئی شخص مُرتد ہو جاتا ہے۔ یا حضرت اقدس علیہ السلام کے درجہ کو گھٹاتا ہے تو تم اس کو نفرت کی نظر سے دیکھو، لیکن یہ غلطی ہے کہ بعض لوگ خفیف باتوں پر فتویٰ دینے لگ جاتے ہیں کہ فلاں بڑا شریر ہے۔ فلاں ایسا ہے ویسا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو ابتداء میں قبول کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت اقدس کو اس وقت قبول کیا۔ جس وقت کہ لوگ آپ کو کافر اور دجّال کہتے تھے۔ یا اس طرح کہنے والوں کے ساتھ شامل تھے۔ ان کے متعلق احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

پس جن لوگوں نے ایسے وقت میں حضرت اقدس کو قبول کیا۔ اور حضور کی صحبت میں رہے۔ وہ بعد میں آنے والوں کے لیے اُستاذ اور نمونے کے طور پر ہیں۔ اگر لوگ ان کی اتباع کرینگے۔ تو یہ خدا کا حکم ہے اور اگر ان کی حقارت کرینگے۔ تو تقویٰ کے درجات میں ترقی نہیں کر سکیں گے۔ خدا تعالیٰ کے قرب کے لیے نہایت ضروری ہے کہ حفظ مراتب کا خیال رکھا جائے۔ حضرت اقدس اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ؎

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

---

[1] بلعم باعور

پس یہ نہایت اہم سوال ہے۔ بعض لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان لوگوں کو جنہوں نے سلسلہ کی خدمات میں عمریں صرف کر دی ہیں۔ بُرے الفاظ کہدیتے ہیں۔ اور اپنی تائید میں یہ کہتے ہیں۔ مولوی محمد علی بھی مخلص کہلاتا تھا۔ مگر مُرتد ہوگیا۔ خواجہ بھی مخلص بنتا تھا۔ مگر مُرتد ہوگیا۔ اس لیے فلاں بھی ایسا ہی ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ یہ سخت غلطی اور نادانی ہے۔ خواہ مخواہ کسی کے متعلق اس قسم کی رائے نہیں قائم کر لینی چاہیئے۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی لڑائی ہوئی۔ اس معاملہ میں زیادتی حضرت عمر کی تھی۔ حضرت ابوبکر چونکہ خیر خواہی میں بڑھے ہوتے تھے۔ جھٹ حضرت عمر سے معافی کی درخواست کی۔ حضرت عمر چونکہ اس وقت طیش میں تھے۔ اس لیے باوجود زیادتی پر ہونے کے کہہ دیا کہ جاؤ میں نہیں صُلح کرتا۔ اور حضرت ابوبکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ عمر مجھ سے خفا ہیں آپ میری غلطی ان سے معاف کرادیں۔ ادھر حضرت عمر کو بھی خیال ہوا۔ اور سمجھے کہ زیادتی تو میری ہے یہ بھی رسولِ کریمؐ کے پاس گئے۔ اور جاکر کہا یا رسول اللہ ابوبکر سے مجھے معافی دلوادیں۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غُصّہ سے سُرخ تھا۔ صحابہ کہتے ہیں۔ اس سے قبل کبھی آپ اسقدر غصہ میں نہیں آتے تھے۔ آپ نے اس حالت میں فرمایا کہ تم لوگ کیوں نہیں مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دیتے۔ جس نے میرا اس وقت ساتھ دیا جبکہ تمام دُنیا میرے کچلنے کے درپے تھی[1]۔ پس اس طرح نبی کریمؐ نے ابوبکر صدیق کی فضیلت کو تسلیم کیا۔ کیونکہ جب دُنیا آپ کو کافر کہتی۔ ابوبکر آپ کی نبوت پر ایمان لایا۔ اور جب لوگ آپ کو ظلمت ٹھہراتے تھے۔ ابوبکر نے آپ کو شناخت کرلیا کہ آپ ایک روشن سورج ہیں۔

بعد میں آنے والوں کا حق تھا کہ وہ ابوبکرؓ کا ادب کرتے۔ لیکن ابوبکر نے کبھی یہ نہیں کہا کہ مَیں پہلے ایمان لایا ہوں۔ میرا ادب کرو۔ پس جس طرح بعد والوں کا فرض ہے۔ کہ اولین کا ادب کریں۔ اسی طرح اوّلین کا بھی فرض ہے کہ وہ خدا کے اس فضل کا شکریہ ادا کریں۔ اور اس پر کسی قسم کا تکبّر اور عجب نہ کریں۔ کیونکہ اگر خدا فضل نہ کرتا۔ تو شاید یہ لوگ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ میں شامل ہو جاتے۔

مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کا ادب و احترام کرے جن کو مسیح موعودؑ کی ان سے پہلے خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔ اور اسی طرح ان لوگوں کو جو پہلے خُدامِ مسیح موعود ہیں بعد میں آنے والوں کے ساتھ تواضع اور خلق سے پیش آنا چاہیئے۔ اور ہر ایک شخص کو اس درجہ پر سمجھنا

---

[1] بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب المہاجرین

چاہیئے۔ جو خدا نے اس کے لیے مقرر کیا ہے۔ اگر یہ نہ کرو گے۔ تو اندیشہ ہے کہ شیطان تمہیں گمراہ کر دے۔

پس یہ دونوں کو نصیحت ہے۔ پہلوں کو بھی اور بعد میں آنے والوں کے لیے بھی۔ پہلوں کے لیے تو یہ ہے کہ وہ تواضع اور انکسار کا طریق اختیار کریں۔ اور بعد والوں کو یہ کہ وہ ان کے حق کو سمجھیں۔ اور گستاخی اور بدظنی کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ یہ ایمان کی جڑ کو کھوکھلا کر کے پھینک دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے دونوں گروہوں کو اس بات کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین ؛

(الفضل ۲۷ر نومبر ۱۹۱۹ئہ)